بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-28:سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:136-138)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کادرس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے آیت نمبر 136 پر اور یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡـكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡـكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰۤـئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۝١٣٦﴾ (النساء: 136)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا﴾: اے ایمان والو!

﴿اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ﴾: اللہ تعالی پر اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ۔

﴿وَالۡـكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ﴾: اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی۔

﴿وَالۡـكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ﴾: اور اُس کتاب پر جو اللہ تعالی نے اس سے پہلے نازل کی۔

﴿وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ﴾: اور جو کفر کرتا ہے انکار کرتا ہے اللہ تعالی کا۔

﴿وَمَلٰۤـئِكَتِهٖ﴾: اور اللہ تعالی کے فرشتوں کا۔ ﴿وَكُتُبِهٖ﴾: اور اللہ تعالی کی کتابوں کا۔

﴿وَرُسُلِهٖ﴾: اور اللہ تعالی کے رسولوں کا (علیہم الصلاۃ والسلام)۔ ﴿وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾: اور آخرت کے دن کا۔

﴿فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ۝١٣٦﴾: تو وہ گمراہ ہوا اور بھٹک گیا بہت ہی دور گمراہی میں۔

اس آیت کریمہ میں جیسے آیت کریمہ کی ابتداء ندا سے ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا﴾:

اور قاعدہ کیا ہے قرآن کی تفسیر کا کہ جب آیت کی ابتداء ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا﴾ سے ہو تو کیا کرنا ہے؟ "فأرعها سمعك":

(۱) اُسے دھیان سے اچھی طرح سنو۔

(۲) اُس میں کوئی جو تفصیل آنے والی ہے خبر ہے تو تصدیق کرنا فرض ہے۔

(۳) اگر اُمر ہے تو اس کی تعمیل کرنا، اُس پر عمل کرنا، اُس کو بجالانا فرض ہے لازم ہے۔

(۴) اگر کسی چیز سے منع کیا جارہا ہے تو اُس سے رُک جانا فرض ہے اُس سے اجتناب کرنا فرض ہے یہ لازمی ہے۔

اب اس آیت کریمہ میں کون سی قسم ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا﴾؟ ﴿اٰمِنُوۡا﴾ کیا ہے؟ فعل اُمر ہے۔

کس کے لیے؟ تم سب۔

اے ایمان والو! جو ایمان لے کر آئے ہو تو یہ ایمان تم سے یہ تقاضہ کرتا ہے کیا؟﴿ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾: ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر۔

اب ایمان کیسے لایا جاتا ہے اُس کے کیا تقاضے ہیں میں بعد میں بتاتا ہوں پہلے یہ تو پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مخاطب ہیں اہل ایمان کو ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ﴾ اور انہی کو اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ جو پہلے سے چیز موجود ہے "ایمان والو! ایمان لاؤ" کمال ہے اس انداز بیان کا سمجھنے والوں کے لیے اگر کوئی سمجھ سکتا ہے تو! عربی زبان میں الأمر جو ہے یا عام زبان میں جب آپ کسی کو حکم دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کر نہیں رہا لازمی ہے یا کرنے والوں کو آپ حکم دیتے ہیں؟ ابھی میں کہتا ہوں کہ واجب کر کے آؤ تو اس کا کیا مطلب ہے کہ جس نے واجب نہیں کیا اُس کو حکم ہے یا جس نے کیا ہے اُس کو بھی حکم ہے؟ اس لیے جو حکم ہوتا ہے جو اُمر ہوتا ہے وہ تین یا چار چیزوں کو یاد رکھیں ذرا میں ابھی بتاؤں گا بڑی پیاری بات ہے، جو حکم آپ دیتے ہیں اُن میں سب سے پہلے وہ داخل ہیں جو اس حکم میں ہیں ہی نہیں، جو یہ کام نہیں کر رہے آپ حکم دیتے ہیں کہ یہ کام کرو:

1-کہ وہ کام کرتے نہیں اس لیے آپ نے کہا ہے کہ کرو تو وہ کرے گا، وہ داخل ہو جائے گا تا کہ وہ کرے۔

2-جو کر تو رہا ہے یہ سمجھ کر کہ وہ ٹھیک کر رہا ہے جبکہ وہ غلط کر رہا ہوتا ہے وہ بھی شامل ہے اس حکم میں کہ نہیں؟

دوسری قسم کے لوگ وہ جو کام کر تو رہے ہیں وہی جس کا حکم دیا ہے آپ نے اُن کو لیکن غلط طریقے سے کر رہے ہیں جبکہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ صحیح کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ پانی پلاؤ بیٹے سے، بیٹا جا کر پانی دائیں ہاتھ سے نہیں بائیں ہاتھ سے پلاتا ہے ٹھیک کر رہا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ پانی پلاؤ تو پلا تو رہا ہے نا پانی تو دوسری بار کیوں کہتے ہیں کہ پانی پلاؤ جب وہ پانی پلا رہا ہے؟ مطلب وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ ٹھیک کر رہا ہے آپ دوبارہ حکم دیتے ہیں کہ جو تم کر رہے ہو وہ ٹھیک نہیں کر رہے ہو اس کو ٹھیک کرو پھر اُسے یاد آتا ہے کہ اچھا اچھا ٹھیک ہے، وہ پھر دائیں ہاتھ میں گلاس پکڑ کر پلانا شروع کر دیتا ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ پلاؤ، اب پتہ چل گیا ہے کہ یہاں پر غلطی تھی اُس نے ٹھیک کر لی ہے اب آپ مزید کہیں گے پانی پلانے کا؟ نہیں کہیں گے۔

3-تیسری قسم کے وہ لوگ جو عمل تو کرتے ہیں لیکن اُس میں کوتاہی کرتے ہیں کمی بیشی کرتے ہیں۔

پانی تو پلا یا دائیں ہاتھ سے ہے لیکن پہلے چھوٹے کو دے رہا ہے آپ کہتے ہیں کہ پانی پلاؤ یعنی بڑے کو دو پہلے۔

یہ دائیں سے تو کر رہا ہے نا؟ یعنی کسی میں کچھ کمی رہ گئی ہے کام تو ٹھیک کر رہا ہے دائیں ہاتھ سے دے رہا ہے لیکن کچھ کمی ہے اس کو بہتر کرنا چاہیے۔

4-اور چوتھے نمبر پر ایک چیز رہ گئی ہے کون سی؟ کہ آپ اُس میں ٹھیک کر رہے ہیں تا کہ اُس میں ثابت قدم رہیں۔

چار ہو گئے۔

فعل اُمر میں جب آپ سے کوئی کام کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس کی چار صورتیں ہیں:

(۱) یا تو آپ نہیں کر رہے ہوتے تا کہ آپ کرو۔

(۲) یا آپ کر رہے ہوتے ہیں غلط کر رہے ہوتے ہیں تو تا کہ آپ اُسے ٹھیک کرو۔

(۳)آپ کر ٹھیک رہے ہوتے ہیں لیکن اس میں کوئی کمی کوتاہی رہ جاتی ہے تاکہ اُس کو مکمل کرو کوتاہی کو دور کرو۔

(۴)آپ ٹھیک کر رہے ہوتے ہیں تاکہ اُس میں جمے رہو اور ثابت قدم رہو۔

ہم دعا کرتے ہیں:

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾ (الفاتحہ:5)

(۱)رافضی بھی یہی سورۃ پڑھتا ہے۔ (۲)خارجی بھی یہی سورۃ پڑھتا ہے۔ (۳)بدعتی بھی یہی سورۃ پڑھتا ہے۔

(۴)قبر کا طواف کرنے والا بھی یہی سورۃ پڑھتا ہے:﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾۔

(۵)اور سلفی بھی یہی سورۃ پڑھتا ہے اہل سنت والجماعت بھی یہی سورۃ پڑھتے ہیں:﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾۔

سمجھ آئی میں کیا کہنے والا ہوں؟

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾ اگر کوئی مشرک کرسچن بھی پڑھ لے،﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾ سراہتے ہوئے، پڑھتے ہوئے اب یہ جو میں نے معنی بتایا ہے اس میں اب کرسچن کے لیے کیا ہے؟ وہ خارج ہے تاکہ وہ داخل ہو جائے۔

جو اہل بدعت کا میں نے ذکر کیا ہے ہر گمراہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے کہ نہیں جبکہ باطل پر ہے؟ تو وہ کہاں پر ہے؟ دوسری قسم میں۔

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں جبکہ وہ ہے نہیں تاکہ وہ صراط مستقیم پر صحیح طریقے سے آجائے، اگر وہ صحیح طریقے سے صحیح نیت سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے واللہ! یہ صرف سورۃ ہی پڑھ لے نا اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت دے دے لیکن ہٹ دھرمی کا شکار ہوتے ہیں نہیں مانتے، تب بھی پڑھتے ہیں تو فائدہ نہیں ہوتا!

اور یہ کہنا کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو دعا بھی کرتے ہیں، تو اُس کا حق ادا نہیں کرتے اور اس پر عمل نہیں کرتے پھر اُن کو توفیق بھی نہیں ہوتی۔

تیسری قسم کے وہ جو صراط مستقیم پر تو ہیں لیکن کچھ کمی کوتاہی کاہلی کا شکار ہوتے ہیں تاکہ وہ درست ہو جائیں۔

چوتھی قسم کے وہ جو صحیح عمل کرتے ہیں متقی ہیں پرہیزگار ہیں تاکہ وہ ثابت قدم رہیں۔

اس آیت میں نمازی کیا اللہ تعالی سے دعا کرتا ہے جو حق پر ہے جس کا منہج اور عقیدہ صحیح ہے متبع سنت ہے؟ وہ کس قسم میں آتا ہے جو نماز کا حق ادا بھی کر رہا ہے سنت کے مطابق نماز نبوی پڑھ رہا ہے؟ چوتھی قسم میں کہ مجھے ثابت قدمی عطا فرما صراط مستقیم پر۔

اب آتے ہیں:﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ﴾ اس میں مخاطب کون ہیں؟

1-﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا﴾: پہلا تو گیا نا جو داخل نہیں ہے وہ تو نہیں ہے نا؟ کیا وہ شامل ہے اس میں؟ اہل کفر شامل ہیں؟ نہیں!

اس لیے پہلی جو صورت تھی وہ نہیں باقی تین صورتیں اس میں شامل ہیں کہ نہیں؟

2-جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور شرک کرتا ہے غیر اللہ کو پکارتا ہے اس کے لیے حکم ہے کہ صحیح ایمان لے کر آؤ تم غلط کر رہے ہو شامل ہے کہ نہیں؟

3-جو شرک تو نہیں کرتا ہے؛ایمان کی تعریف میں زبان کا قول ہے دل سے یقین ہے جسم کے اعضاء سے عمل جو فرمانبرداری سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے تو جب عمل ایمان کا حصہ ہے کیا عمل برابر ہیں سب کے ؟ جس کے عمل میں کمی ہے اس کو کیا حکم ہے کہ ایمان کو کیسے مکمل کرو؟ کمی ہے تو اس کو مکمل کر دو۔

4-اور جس کا صحیح ہے وہ ثابت قدم رہے۔

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾:اللہ تعالیٰ پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے تاکہ پتہ چلے کہ ہم کہاں پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اور چار چیزوں کے مجموعے سے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حق ادا ہوتا ہے:

1-اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ موجود ہے اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے انسان اپنی فطرت سے یقیناً جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے،اس کائنات کو ایک ربّ نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ربّ ہو نہیں سکتا۔کائنات موجود ہے ہم موجود ہے تو خالق موجود نہیں ہے کیا؟!تو ہمارا وجود دلالت کرتا ہے کہ ہمارا خالق موجود ہے تو وجود پر جھگڑا تو ہوا ہی نہیں کسی کا نا!کسی نبی نے یہ نہیں کہا اپنی امت کو آکر کہ اللہ موجود ہے یہ مان لو لیکن کیونکہ کافر ہیں جو انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا جو دہریئے ہیں نیچر لسٹ(Naturalist)وغیرہ جو دوسرے لوگ ہیں اس لیے ہم نے کہا کہ پہلے نمبر پر کیا ہے؟اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

2-دوسرا ہے،اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے توحید ربوبیت اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں کوئی مالک نہیں کوئی تدبیر کرنے والا نہیں،کوئی رازق نہیں کوئی مشکل کشا کوئی حاجت روا نہیں کوئی نفع اور نقصان کا مالک نہیں،یہ تمام معنی جو ہیں یہ صفات ربوبیت کی صفات ہیں:

(۱)ربّ اُسے کہتے ہیں جو پالنے والا ہے۔(۲)ربّ اُسے کہتے ہیں جو خالق ہے جس نے پیدا کیا ہے۔

(۳)ربّ اُسے کہتے ہیں جو نفع اور نقصان کا مالک ہے جو مشکل کشا حاجت روا ہے۔

(۴)ربّ اُسے کہتے ہیں جو رازق ہے جو رزق دینے والا ہے۔یہ ربّ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اس لیے نہیں بھیجا کہ جا کر لوگوں کو یہ بتاؤ اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے کیونکہ ابوجہل،ابولہب اور تمام لوگ جو ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ربّ ہے،ابوجہل،ابولہب کبھی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا مشکل کشا ہبل ہے یالات ہے یا عزیٰ ہے یا مجھے لات اور عزیٰ نے پیدا کیا ہے؛دیکھ لیں آپ کبھی بھی نہیں!بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو کیا کہتے؟اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔یہ کون گواہی دے رہا ہے؟مشرکین عرب گواہی دیتے تھے۔

تو اس لیے جھگڑا تھا ہی نہیں انبیاء کا رسولوں(علیہم الصلاۃ والسلام)کا اپنی امت سے توحید ربوبیت پر اچھی طرح جان لیں۔

3-تیسرا جو حق ہے اللہ تعالیٰ کا"توحید الوہیت"توحید عبادت بھی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تیسرا حصہ جو ہے توحید عبادت(توحید الوہیت)کا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں ہے اس پر ایمان رکھنا"الإيمان الجازم" جزم کے ساتھ یقین کے ساتھ یعنی جتنی بھی عبادات ہیں چاہے نماز ہے روزہ ہے حج ہے زکوۃ

ہے، قربانی ہے نذر و نیاز ہے دعا ہے پکار ہے، یا دل کی عبادات ہیں توکل ہے خوف ہے ڈر ہے امید ہے جتنی بھی عبادت ہیں ان تمام عبادات کا حقدار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس سے **لا إله إلا الله** کا حق ادا ہوتا ہے۔

لا إله: کوئی معبود برحق نہیں۔

إلا الله: اللہ تعالیٰ کے سوا۔

"حق معبود اللہ تعالیٰ ہے "لات، عزیٰ، ہبل، درخت، درند پرند، کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں ہے **لا إله إلا الله** میں سب شامل ہو گئے ہیں، کوئی نبی کوئی فرشتہ کوئی ولی نہیں۔ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق رکھتا ہی نہیں ہے کیونکہ پیدا جس ربّ نے کیا ہے وہی حق رکھتا ہے کہ اس کو پوجا جائے اُسی کی عبادت کی جائے باقی تو مخلوقات ہیں سارے نا۔ بُتوں کو لوگ اپنے ہاتھ سے تراشتے ہیں پھر اُن کو سجدے کرتے ہیں ان سے بڑا احمق کون ہو گا جو اپنے ہاتھوں سے بُت کو تراشتا ہے اُسے خود بناتا ہے اور پھر اپنی بگڑی بنانے کے لیے اُسے پکارتا ہے اور اپنا مشکل کشا اپسے سمجھ لیتا ہے (نعوذ باللہ)۔ الغرض تو توحید عبات یہ سب سے بڑا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا اپنی امتوں سے جو جھگڑا تھا وہ یہی تھا، اللہ تعالیٰ نے اسی توحید کو قائم کرنے کے لیے دنیا میں ہمیں پیدا کیا ہے۔

ہم وجود میں کیوں آئے ہیں؟ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات:56)

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی توحید کے لیے اپنے رسول بھیجے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اسی توحید کے لیے اپنی کتابیں نازل کی ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اسی توحید کو ثابت کرنے اور قائم کرنے کے لیے جنت اور دوزخ کو بھی پیدا کیا ہے۔

یہی توحید ہے جس میں اصل جھگڑا ہے رسولوں کا اپنی امتوں سے، جتنے رسول علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:36)

تمام امتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں: ﴿فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾۔

کیا پیغام تھا؟ ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾: کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے شرک سے اجتناب کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس نے بھی کسی کو شریک کیا ہے اس نے طاغوت بنا دیا ہے۔ جس کو شریک کیا گیا وہ خود بَری ہے اُس نے نہیں کہا کہ مجھے شریک بناؤ اِلّا یہ کہ جس نے کہا کہ مجھے شریک بناؤ میری عبادت کرو وہ تو طاغوت ہے لیکن جس نے نہیں کہا ہے، اب نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو شریک بنایا اللہ تعالیٰ کا آج بھی شرک کرتے ہیں کیا وہ (نعوذ باللہ) طاغوت ہیں؟ نہیں!

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں کیا (نعوذ باللہ) وہ طاغوت ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں! کیوں؟ کیونکہ وہ بَری ہیں بلکہ قیامت کے دن حجت قائم کریں گے اُن لوگوں پر جنہوں نے ان کو شریک بنایا ہے اور بَری ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہم نے انہیں کبھی نہیں کہا تھا۔

اور تمام جن کی عبادت کی گئی وہ بَری ہو جائیں گے اُن سے جن لوگوں نے اِن کی عبادت کی ہے۔

توتوحید عبادت دوسری قسم کی توحید ہے یہی اصل مقصد ہے رسولوں کو بھیجنے کا اور اسی میں جھگڑا ہوا ہے رسولوں کا اپنی امتوں سے اچھی طرح یاد کرلیں۔

4-چوتھا جو حصہ ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان یہ توحید کی تیسری قسم ہے،اس سے پہلے:

(۱)توحید ربوبیت (اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے)

(۲)دوسری توحید الوہیت (اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے)

(۳)تیسری جو ہے توحید اسماء وصفات (اسماء وصفات میں بھی اللہ تعالیٰ ایک ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ ہیں اور صفات الکمال ہیں،اللہ کے پیارے نام ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف:180)

(اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اللہ تعالیٰ کو پکارو ان ناموں سے جو پیارے نام ہیں)

اور اچھی طرح سمجھیں کہ اہل قبلہ کا سب سے زیادہ جھگڑا اسی توحید میں ہوا ہے اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟ وہ لوگ جو ایک قبلے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس میں اہل سنت اہل بدعت سب شامل ہیں۔ اہل اسلام کے نیچے جو آتے ہیں مسلمان جو ہیں وہ سب اس میں شامل ہیں اہل قبلہ ان کو کہتے ہیں اور ان کا سب سے زیادہ نزاع اور جھگڑا ہوا ہے توحید اسماء وصفات میں،ان میں جہمیہ ہیں،معتزلہ ہیں،کلابیہ،اُشاعرہ ماترید یہ سب اس میں شامل ہیں جنہوں نے اسماء وصفات کا انکار کیا مختلف انداز سے۔ سب سے خطرناک جماعت ہے جنہوں نے یہ بدعت ایجاد کی ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے انکار کی وہ جہمیہ ہیں جہم بن صفوان کی تقلید کرنے والے اُس کے پیچھے چلنے والے،اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں کوئی صفت نہیں کیونکہ تشبیہ لازم آتی ہے اور تشبیہ سے اللہ کو ہم پاک کرتے ہیں اس لیے کوئی نام کوئی صفت نہیں ہے!(نعوذ باللہ)۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾(الشوریٰ:11)

(اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے)

﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے)؛اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کی نفی کی ہے اور دو چیزوں کو ثابت کیا ہے۔ نفی کس چیز کی کی ہے؟﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾:مثلیت ہو ہی نہیں سکتی جبکہ وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ سمع اور بصر کی صفت کو اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے اقرار کیا ہے اور نفی کی ہے مثلیت کی اس سے ثابت ہوا کہ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں اگر ہم یقین رکھتے ہیں مان لیتے ہیں تو تشبیہ ممکن ہی نہیں ہے۔خالق اور مخلوق میں تشبیہ ممکن ہی نہیں ہے دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

اور پھر اسی طریقے سے معتزلہ آئے اور پھر کلابیہ آئے سب ان لوگوں نے آپس میں جھگڑا کر کے ایک دوسرے پر ردّ کر کے عقل کو آگے کر کے شریعت کے نصوص کو پیچھے کر کے ردّ کیا ہے اور پھر ایک بدعت کو چھوڑ کر دوسری بدعت پھر تیسری بدعت،اس طریقے سے جہمیہ،معتزلہ، کلابیہ،اُشاعرہ،معتزلہ آتے گئے ہیں۔

اہل سنت والجماعت نے بھی ردّ کیا ہے لیکن قرآن اور سنت کو آگے کر کے نصوص کو آگے کر کے ردّ کیا ہے اور عقل کو پیچھے کر کے ردّ کیا ہے اور دلائل نصوص سے لیے ہیں قرآن اور سنت کے دلائل سامنے رکھ کر اُن کا ردّ کیا ہے اور الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو محفوظ کیا ہے اور اُن کا عقیدہ بالکل درست ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر یقین ہے ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے ان چار شرطوں کے ساتھ کہ:

(۱)بغیر تعطیل کے بغیر انکار کرنے کے۔ آپ لفظ پڑھتے ہیں "تعطیل" کتابوں میں کیا مطلب ہے؟ کہ ہم انکار نہیں کرتے جیسا کہ دلیل آئی ہے ویسے اُسے من وعن سے تسلیم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ رحمٰن اور رحیم ہے" ہم کہتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں" اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ انکار نہیں کرتے بغیر تعطیل کے۔

(۲)بغیر تحریف کے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مانتے تو ہیں لیکن معنی کچھ اور ہے، یہ تحریف ہے۔

مانتے تو ہیں کہ دو ہاتھ ہیں لیکن ہاتھ کا معنی نعمت ہے قدرت ہے طاقت ہے، نہیں! یہ تحریف ہے، تاویل کے نام پر کرتے ہیں لیکن ہے تحریف۔ عربی زبان میں ہاتھ کسے کہتے ہیں سب کو پتہ ہے کس سیاق اور سباق میں ہاتھ کا معنی نعمت ہے اور ہاتھ کا مطلب جس سے پکڑا جاتا ہے سب کو پتہ ہے؛ آپ جب بات کرتے ہیں آپ کے سیاق اور سباق سے سننے والے کو پتہ چل جاتا ہے نا؟! تو قرآن مجید میں بھی جہاں پر ہاتھ کا معنی قدرت ہے وہ بھی معروف ہے اور جہاں پر ہاتھ کا مطلب جس سے پکڑا جاتا ہے وہ بھی معروف ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں اس پر ایمان لانا اسے من وعن سے تسلیم کرنا اور اسی طریقے سے ہر وہ صفت جو قرآن اور سنت سے ثابت ہے اس کو مانتے ہیں۔

(۳)بغیر تکییف کے۔ کیفیت بیان نہیں کرتے کہ اچھا مان تو لیا ہے لیکن کیفیت کیسی ہے؟! ہاتھ ہیں تو کیسے ہاتھ ہیں؟! یہ سوال نہیں کرتے کیونکہ یہ سوال ہی بدعت ہے سوال نہیں کر سکتے۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں، اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے، اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کیسے۔ کیسے مستوی ہے؟ اللہ اُعلم۔ دو ہاتھ کیسے ہیں؟ اللہ اُعلم۔

تو پھر مانیں کیسے؟ مانیں اس لیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کیفیت کے بیان کیا ہے۔

کسی کیفیت کو جاننے کے لیے اس کی مثل کو جاننا پڑتا ہے نا؟! اب میرا ہاتھ ہے اور آپ کا ہاتھ ہے مثلیت ہے نا۔

اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی ہے؟ جب ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ﴾: اللہ تعالیٰ کا کوئی کفو کوئی نِد، کوئی نظیر، کوئی مثل ہے ہی نہیں تو پھر کیفیت کہاں سے پتہ چل سکتی ہے اور کہاں سے پتہ لگایا جا سکتا ہے؟! تو بغیر کیفیت جاننے کے بغیر کیفیت کا سوال کرنے کے۔

(۴)اور بغیر تمثیل کے اور بغیر تشبیہ کے۔

مثلیت ہر گز نہیں! جب ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ﴾: نفی کر دی گئی ہے اگر تشبیہ سے کام لیتے ہیں تو کفر ہے۔

کوئی شخص اگر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ انسان کے دو ہاتھ ہیں تو وہ کافر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہر گز نہیں ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مخلوق کے ہاتھ جیسے ہیں، اللہ تعالیٰ کا نزول السماء الدنیا پر جیسا کہ انسان نازل ہوتا ہے؛ ہر گز نہیں! یہ غلط ہے!

تو یہ چار شرطیں ہیں اسماءوصفات کے باب میں اور سب سے زیادہ نزاع اہل قبلہ کا اس مسئلے میں ہوا ہے۔

پھر اسی طریقے سے: ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾: اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا جو ہے اور رسولوں پر ایمان آگے بھی آئے گا:

(۱) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا کہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں ان کے بعد میں کوئی رسول نہیں آئے گا۔

(۲) شریعت جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ وحی ہے، قرآن بھی وحی ہے اور صحیح حدیث بھی وحی ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے اس کی تعمیل کرنا اس پر عمل کرنا اسے من وعن سے تسلیم کرنا ہے۔

(۴) خبر کی تصدیق کرنی ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سچ ہے، جو حکم ہے اُس کی تعمیل کرنی ہے جس سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانا ہے۔

(۵) جو شریعت لے کر آئے ہیں اُس شریعت پر عمل کرنا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت دی ہے رہنمائی کی ہے۔

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کے حصے میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر کرنا احترام کرنا۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا۔

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا۔

یہ ساری چیزیں جو ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا حصہ ہیں۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾: اور اُس کتاب پر ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ کون سی کتاب ہے؟ "القرآن" قرآن مجید:

(۱) یہ مھیمن ہے کتاب۔ (۲) تمام کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں یہ ناسخ کتاب ہے۔

(۳) جو پیغام پچھلی کتابوں میں تھے اُن کا خلاصہ اس کتاب میں موجود ہے۔ (۴) یہ ہدایت کی کتاب ہے

(۵) سب سے عظیم کتاب ہے ضابطۂ حیات ہے، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام نازل فرمائے ہیں اُن احکام میں دنیا اور آخرت کی خیر اور بھلائی کو اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے اس کتاب میں۔ اگر کسی نے کامیابی حاصل کرنی ہے کوئی بھی انسان ہو جو اس زمین پر رہتا ہے سانسیں لیتا ہے زندہ ہے تو قرآن مجید کے بغیر اس کی ہدایت ناممکن ہے چاہے سب سے بڑا عقلمند ہو دانشور ہو کچھ بھی ہو ہدایت قرآن مجید سے ہی ہے۔

(۶) قرآن مجید پر ایمان لانا فرض ہے۔

(۷) قرآن مجید کی جو خبر ہے اُس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔

(۸) اُس میں جو احکام ہیں جو حکم دیئے ہیں اُن کی تعمیل کرنا فرض ہے۔ جن سے منع کیا گیا ہے جو محرمات ہیں اُن سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

(۹) قرآن مجید پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے مخلوق نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے ابتداء ہے اور انتہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(۱۰)ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کلام کی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۱۱)ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قرآن مجید محفوظ ہے اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور تحریف سے محفوظ ہے لفظی تحریف کوئی کر نہیں سکتا، معنی کی تفسیر کی تحریف کوئی کرتا ہے تو وہ پھر اہل سنت والجماعت بھی موجود ہیں الحمد للہ یہ علم بھی موجود ہے اُن کا اجماع بھی موجود ہے جن مسائل میں اُن کا اجماع ہے، اور حق اور باطل بالکل واضح ہو چکا ہے عیاں ہو چکا ہے سب کے لیے۔

(۱۲)تو یہ کتاب جو ہے آخری کتاب ہے اس کتاب کے بعد کوئی کتاب نہیں آنے والی۔

(۱۳)اس کتاب میں ہدایت ہے نور ہے شفاء ہے اور ہر خیر شامل ہے۔

(۱۴)یہ کتاب ہدایت ہے الناس کے لیے ہے (لوگوں کے لیے) اور خصوصی ہدایت ہے اہل ایمان کے لیے۔

(۱۵)لوگوں کے لیے ہدایت ہے تاکہ وہ آئیں اور اس سے جو بنیادی پیغام ہیں ایمانیات کے اور اپنے آپ کو درست کرنے کے اپنے دین کو اپنے ایمان کو اپنے عقیدے کو اپنے عمل کو اپنے معاملات کو اخلاق کو درست کرنے کا بہترین طریقہ ہے، جو اہل ایمان ہیں وہ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اس کتاب کو نصب العین بنالیں۔

قرآن مجید جو ہے اگر ہمارا نصب العین ہو جائے واللہ ! ہماری حالت بدل جائے، ہمارے پاس سب سے بڑا انعام اور سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم سب سے بڑی نعمت موجود ہے قرآن مجید جو ہمارے گھروں میں موجود ہے ہر گھر کی زیب وزینت ہے لیکن کاش ! ہم اس قرآن مجید کا حق ادا کرنے والوں میں سے ہوں اور اس کا جو اصل پیغام ہے اُس کو سمجھنے والے ہوں:

(۱)قرآن مجید کے بنیادی پیغام کو سمجھنا ایمان رکھنا بہت لازمی ہے۔

(۲)توحید عبادت کا پیغام اس کتاب کا سب سے عظیم پیغام ہے۔

(۳)سورۃ الفاتحہ خلاصہ ہے اس پورے قرآن کا اور سورۃ الفاتحہ کا جو بنیادی پیغام ہے: ﴿اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝﴾: اس پر ایمان لانا ہے۔

الغرض:

(۱)قرآن مجید پر ایمان لانا فرض ہے اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔

(۲)اس میں جو بھی احکام ہیں اُن کی تعمیل کرنی ہے جو بھی خبر ہے اُس کی تصدیق کرنی ہے۔

(۳)قرآن مجید پر شک کرنا کفر ہے، یا شک کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہو بھی سکتی ہے نہیں بھی ہو سکتی تو کفر ہے۔

(۴)قرآن مجید پر اجماع ہے اور تواتر سے ثابت ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔

(۵)سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک یہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اس میں ایک ایک حرف ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کا ہے کسی کو شک وشبہ ہے ہی نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ﴾: اور وہ کتاب جو نازل کی پہلے (یعنی قرآن مجید سے پہلے)۔

﴿الْكِتٰبِ﴾ میں کیاایک کتاب ہے یاکتابیں ہیں؟

ایک کتاب سے کیامراد ہے تورات ہے یاانجیل ہے کیونکہ قرآن مجید سے پہلے تورات بھی ہے انجیل بھی ہے زبور بھی ہے اور کتابیں بھی ہیں؟ لفظاایک کتاب کا ہے توایک کتاب کہیں گے یاکتابیں کہیں گے؟"کتابیں"۔

ایک کتاب کون سی تورات انجیل؟﴿الْكِتٰبِ﴾:الْ: کس چیز کے لیے ہے؟صیغ العموم ہے،توصیغ العموم میں وہ کتابیں جوقرآن سے پہلے نازل ہوئی ہیں اُن تمام پر بھی ایمان ہے۔

کیاایمان ہے:

(۱)جوکتابیں نازل ہوئی ہیں ان سب پر ہماراایمان ہے کہ اللہ کاپاک کلام ہیں۔

(۲)جن کتابوں کے نام ہم جانتے ہیں اُن پرایمان ہے،قرآن مجید میں تورات کاذکر ہے انجیل کاذکر ہے زبور کاذکر ہے،صحف ابراہیم وموسیٰ ان سب پر ہماراایمان ہے یہ سب راہ ہدایت تھیں اُن امتوں کے لیے جن پر یہ کتابیں نازل ہوئی ہیں۔

(۳)اور یہ کتابیں جو ہیں محفوظ نہیں تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کی حفاظت کاذمہ لوگوں کودے دیالوگوں نے حق ادانہیں کیا۔

(۴)بنی اسرائیل نے(یہودونصاریٰ نے)تحریف کی اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی،یہودیوں نے تحریف کی تورات کی،نصاریٰ نے تحریف کی انجیل کی اور محفوظ نہ رہے۔

(۵)اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کاخودذمہ لیاہے تاکہ معاملہ ہی ختم ہوجائے لوگوں کے سپرد نہیں کیاکہ تم حفاظت کرو،انسان جتناطاقتور ہوجائے ضعیف ہے کمزور ہے حقیر ہے فقیر ہے اس لیے حفاظت کے معاملے میں بہت کمزور ہے۔

بہت ساری چیزیں ہیں غلط فہمیاں یاشہوت نفس کاغالب ہوناجواس حفاظت کے راستے میں رکاوٹیں دیواریں قائم کردیتی ہیں اور حفاظت نہیں ہو سکتی،دشمن بہت زیادہ ہوتے ہیں جومل کر سازشیں کرتے ہیں حفاظت مکمل نہیں ہوسکتی تومکمل حفاظت اللہ تعالیٰ کے سواکوئی بھی نہیں کر سکتا۔

(۶)توہماراایمان ہے کہ جوکتابیں نازل ہوئی ہیں جن رسولوں پر نازل ہوئی ہیں اُن پر بھی ہماراایمان ہے۔

(۷)راہ ہدایت تھیں اپنے زمانے کی ان پر بھی ایمان ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے ایک کتاب پر بھی ایمان نہیں رکھتاتووہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

کوئی شخص کہتاہے کہ انجیل اللہ تعالیٰ کاپاک کلام نہیں مانتامیں جوعیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوئی کافر ہے کیونکہ اُس وقت جونازل ہوئی تھی وہ حق تھی اُس میں کوئی تحریف نہیں تھی۔

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر جوانجیل نازل ہوئی جس کااپنی امت کوانہوں نے پیغام دیایہ رسالت تھی اُن کی یہ پیغام تھاجواپنی امت کودیاحق تھابعد میں لوگوں نے آکر تبدیل کیاہے وہ تبدیل شدہ نسخہ جوہے اس پر ہماراایمان نہیں ہے وہ تحریف شدہ ہے لیکن یہ کہناکہ تورات یاانجیل ہے ہی نہیں سرے سے نہیں ہے یہ غلط ہے!

اس لیے تمام کتابوں پرایمان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:﴿وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ﴾۔

اچھاایک چیز نوٹ کریں ذرا﴿ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﴾ :اور یہ ہے﴿ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾فرق ہے کوئی؟﴿نَزَّلَ ﴾ و ﴿ اَنْزَلَ ﴾ کیافرق ہے؟قرآن مجید میں ﴿ اَنْزَلَ ﴾ کیوں نہیں ہے﴿ اَنْزَلَ ﴾غلط ہے کیا؟

﴿نَزَّلَ ﴾ "فَعَّلَ": وقفے وقفے سے بیک وقت نہیں۔﴿ اَنْزَلَ ﴾:ایک وقت میں بیک وقت نازل ہو گیا۔

تورات کیسے نازل ہوئی؟ایک وقت میں۔انجیل کیسے نازل ہوئی؟ایک وقت میں۔زبور کیسے نازل ہوئی؟ایک وقت میں۔

قرآن کیسے نازل ہوا؟ تیئیس سال کے عرصے میں نازل ہوتا رہا ہے(سبحان اللہ)۔

اس لیے لفظ فرمایالفظ کے اعتبار سے بھی دیکھیں یہ کمال ہے:﴿وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ١٣٦﴾:اور جو انکار کرتا ہے جو کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے(جو میں نے بتایا تھا کہ جو چار چیزوں میں سے کسی ایک کاانکار کردے تو دائرۂاسلام سے خارج ہے اُس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں ہے)۔

﴿وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ﴾:اور فرشتوں پر۔

فرشتوں پر ایمان کے لیے یہ جاننالازمی ہے کہ ایک اجمالی طریقہ ہےاور ایک تفصیلی طریقہ ہے:

(۱)اجمالاًہماراتمام فرشتوں پر ایمان ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں فرشتے موجود ہیں ہماراایمان ہے،جو کہتا ہے کہ فرشتے موجود نہیں ہیں کافر ہے۔ اللہ کو مانتا ہے چاروں چیزوں پر اُسے یقین ہے مانتا ہے رسولوں پر بھی ایمان ہے اس کالیکن فرشتوں پر ایمان نہیں ہے مسلمان ہے؟ نہیں! تواجمالی طور پر مجموعی طور پر عمومی طور پر ہماراایمان ہے کہ فرشتے موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں نور سے پیدا ہوئے،فرشتے کبھی نافرمانی نہیں کرتے فرشتے جو ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں،فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے،بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔

(۲)اور فرشتوں پر ایمان جو تفصیلی ہے جن کے نام ہم جانتے ہیں اُن کے ناموں کے اوپر ہماراایمان ہے:

- جو نام آیا ہے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام۔
- میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کانام آیا ہے۔
- اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کانام آیا ہے۔
- ملک الموت کانام آیا ہے۔
- منکر نکیر کانام آیا ہے(جو قبر میں سوال کرتے ہیں صحیح حدیث میں)۔
- مالک کانام آیا ہے اور رضوان کانام آیا ہے جو دوزخ اور جنت کے داروغہ ہیں خازن ہیں۔

جس فرشتے کا نام جانتے ہیں اور تمام فرشتوں کے ناموں پر ہماراایمان ہے،جن فرشتوں کے کام ہم جانتے ہیں اُن کے کاموں پر بھی ہمارا ایمان ہے:

- جبریل علیہ الصلاۃ والسلام وحی کے ذمہ دار ہیں ہمارا ایمان ہے کہ وحی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آتے ہیں۔
- ملک الموت کا کام روح قبض کرنا ہے۔
- اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام صور میں پھونکنے کے لیے۔
- میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام رزق کی تقسیم کے لیے۔
- جو جنت اور دوزخ کے داروغہ ہیں خازن ہیں اُن کا عمل ہے۔
- جو فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔
- جو رقیب اور عتید ہیں جو لکھنے والے ہیں۔

ان تمام پر ہمارا ایمان ہے اور ان کے کاموں پر بھی جو قرآن اور سنت سے ثابت ہیں تو فرشتوں پر ایمان ہم سے یہ تقاضہ کرتا ہے اگر ایک فرشتے پر ایمان نہیں ہے یا ایک رسول پر ایمان نہیں ہے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

پھر ﴿ وَ كُتُبِهٖ ﴾: اور اللہ تعالیٰ کی کتابیں جیسے ابھی بتایا میں نے کہ قرآن مجید ہے، تورات ہے، انجیل ہے، زبور ہے، صحف ابراہیم وموسیٰ ہے، یہ وہ کتابیں ہیں جن کے نام ہم جانتے ہیں اور جن کے نام ہم نہیں جانتے اور کتابیں بھی ہیں کیونکہ رسولوں کے سب کے نام ہمیں نہیں پتہ۔

قرآن مجید میں پچیس (25) کے نام ہیں انبیاء اور رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام کے ان کے علاوہ اور بھی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے ہیں جن کے میں نے قصے سنائے ہیں اور ایسے بھی ہیں جن کے قصے نہیں بیان کیے ہیں (النساء:164)؛ تو اور بھی بہت سارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں مجموعی طور پر ہمارا سب پر ایمان ہے۔ جو کتابیں ہیں جن کے نام ہیں ناموں پر بھی ہمارا ایمان ہے جیسے میں نے ابھی بتایا ہے اور اللہ کی پاک کتابیں ہیں راہ ہدایت ہیں تمام لوگوں کے لیے، جو سابقہ کتابیں تھیں اپنی امت کے لیے ہر نبی کی خاص تھی اور قرآن مجید عام ہے تمام انسانیت کے لیے جِن وإنس کے لیے (ثقلین کے لیے) تا قیامت۔

﴿ وَرُسُلِهٖ ﴾: اور رسولوں پر جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کے جو رسول ہیں جن کے نام ہم جانتے ہیں اُن کے ناموں پر بھی ہمارا ایمان ہے اور تمام رسولوں کو ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور انہوں نے رسالت کا حق ادا کیا ہے۔

(۲) تمام رسولوں کا پیغام ایک ہی تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرنی ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی (توحید عبادت کا پیغام تھا)۔

(۳) تمام رسول جو ہیں انہوں نے اپنی رسالت کو پہنچانے کا حق ادا کیا ہے بہترین انداز میں فصاحت اور بلاغت سے پہنچایا ہے کہیں پر کوئی کمی کوتاہی نہیں کی۔

(۴) رسول سب سے افضل ہیں مخلوقات میں سے اور ان تمام رسولوں میں سے افضل پانچ ہیں: جنہیں اولوالعزم رُسل کہتے ہیں "نوح علیہ الصلاۃ والسلام، ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

یہ اولوالعزم ہیں اور ان پانچوں میں سے جو افضل ہیں وہ خلیلین ہیں، دو خلیل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور تمام سے افضل جو ہیں جو خاتم النبیین اور سید المرسلین ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ رسولوں پر اجمالی طور پر ایمان ہے۔

اور پھر ﴿وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾: آخرت کے دن پر ایمان:

(۱) اسے یوم آخر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی دن نہیں ہے آخری دن ہے۔

(۲) اور آخرت پر ایمان جو ہے آخرت کا دن شروع ہو جاتا ہے جب انسان مر جاتا ہے، موت کے بعد قبر سب سے پہلا مرحلہ ہے بلکہ موت ہی پہلا مرحلہ ہے تو ہمارا ایمان ہے کہ جب انسان مرتا ہے اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔

(۳) جب فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں (موت کا فرشتہ آتا ہے روح قبض کرتا ہے) مومن کی روح قبض کرنے کا اور طریقہ ہے بڑی آسانی سے جو روح ہے وہ بڑی خوشی سے نکلتی ہے اور جو کافر ہے بدکار ہے اس کی سختی سے جو موت کا فرشتہ ہے وہ روح نکالتا ہے وہ جو خبیث روح ہے جو یعنی جسم سے نہیں نکلنا چاہتی۔

(۴) ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ فرشتے آتے ہیں مومن کی روح کے لیے جنت سے جو جنت سے کفن لے کر آتے ہیں خوشبودار کفن ہوتا ہے اور پھر اُس کی روح کو لے کر جاتے ہیں سبقت کرنے کے لیے اُسے آگے برتری لینے کے لیے اور جو کافر بدکار اُس کی روح جو ہے وہ فرشتے آتے ہیں جہنم سے بدبودار کانٹے دار کفن لے کر آتے ہیں۔

(۵) پھر قبر کا مرحلہ ہے اُس پر ہمارا ایمان ہے۔

(۶) اس کے بعد پھر بعث پر (جب صور پھونکا جائے گا تو دوبارہ زندہ ہونا اسے بعث کہتے ہیں) یہ بھی آخرت پر ایمان کا حصہ ہے۔

(۷) اس کے بعد پھر میدان محشر ہے اس پر ایمان ہے اس میں جو ہے لوگ مختلف جگہ پر ہیں جہاں پر وہ کھڑے ہوں گے یا جس طریقے سے حشر میں اُن کا مقام ہو گا مختلف ہے کہ سورج ایک میل کے فاصلے پر ہو گا لوگ پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے سب میدان محشر میں صحیح احادیث سے ثابت ہے ہمارا ایمان ہے۔

(۸) اس کے بعد پھر حساب ہے، اس کے بعد پھر ترازو ہے، نامۂ اعمال ہے ان تمام چیزوں پر ایمان ہے۔

(۹) حوض کوثر ہے۔ (۱۰) پل صراط ہے۔ (۱۱) جنت ہے دوزخ ہے۔

(۱۲) شفاعت ہے، "شفاعت کبریٰ" سب سے بڑی شفاعت تاکہ حساب شروع ہو جائے۔

یہ تمام چیزیں جن کا ذکر میں نے کیا ہے یہ تمام مجموعہ ہیں ایک ہی چھتری ہے "ایمان بالیوم الآخر" ان سب چیزوں پر ایمان فرض ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۝۱۳۶﴾: جو ان چیزوں پر کفر کرتا ہے؛

اس آیت کریمہ میں پانچ ارکان ایمان ہیں ٹوٹل کتنے ہیں؟ چھ (6)۔

چھ (6) کی دلیل صحیح مسلم کی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث میں آیا ہے جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے: "مَا الإِيمَانُ؟" (ایمان کیا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الإِيمَانُ، أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ

وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالیَومِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالقَدَرِ خَيرِهِ وَشَرِّه": (۱)اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲)اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر (۳) اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر (۴) رسولوں پر (۵) اور یوم آخرت پر (٦) اور تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بُری ہو۔

تو ایک حدیث میں ان چھ (6) ارکان ایمان کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں پانچ کا ایک ساتھ ہے اور تقدیر کا الگ سے ذکر ہے، چھ (6) ارکان ایمان ہیں اس آیت میں پانچ کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝﴾: تو یقیناً وہ بھٹک گیا دور گمراہی میں یعنی وہ کفر میں بھٹک گیا۔ ﴿ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا﴾: جب تک کہ وہ توبہ نہیں کرتا جب تک کہ وہ ارکان ایمان کا حق ادا نہیں کرتا جن ارکان ایمان کا ذکر ہوا ہے تو وہ دور بھٹکتا رہے گا اور کفر میں اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا، واپسی کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور ایمان کی طرف واپس پلٹے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝﴾

(النساء:137)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾: بے شک جو لوگ ایمان لائے (بات انہی کی ہو رہی تھی نا پچھلی آیت میں ؟)۔

﴿ثُمَّ كَفَرُوْا﴾: عجب ہے کہ پھر کافر ہو گئے! (ایمان پھر کفر)۔ ﴿ثُمَّ اٰمَنُوْا﴾: پھر ایمان میں داخل ہوئے (کلمہ پڑھ لیا)۔

﴿ثُمَّ كَفَرُوْا﴾: پھر کافر ہوئے۔ ﴿ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾: پھر کفر میں بڑھتے رہے (نعوذ باللہ)۔

﴿لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ﴾: اللہ تعالیٰ اُنہیں ہر گز نہیں بخشے گا اُن کی مغفرت نہیں کرے گا۔

﴿وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝﴾: اور نہ ہی اُن کو راہ راست دکھائے گا۔

کیوں؟ کیونکہ ہٹ دھرم ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اُن کو راہ دکھائی ہے کلمہ پڑھا ہے اسلام میں داخل ہوئے۔

(۲) شکوک وشبہات کا شکار ہوئے ایمان مضبوط نہیں ہوا خارج ہو گئے۔

(۳) پھر سوچا پھر توبہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دے دی پھر اسلام میں داخل ہو گئے ایمان میں داخل ہوئے۔

(۴) پھر کفر کیا اور کفر میں دور تک چلے گئے: ﴿ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾۔

شبہات بڑھتے گئے بڑھتے گئے یہاں تک کہ واپسی کا راستہ انہوں نے اپنے لیے باقی نہیں چھوڑا:

﴿ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾: ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی کوئی مغفرت نہیں ہے۔

﴿وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝﴾: اور اللہ تعالیٰ اُن کو راہ راست نہیں دکھائے گا جب تک کہ وہ توبہ نہیں کرتے۔

انہوں نے توبہ کو اپنے لیے خود مشکل بنایا ہے دور چلے گئے نا کفر میں بہت آگے نکل گئے!

دیکھیں لفظ پر ذرا غور کریں: ﴿ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾:

(۱) پہلے ﴿ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾ تھا؟ پہلے نہیں تھا نا! (۲) ﴿اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا﴾: پھر توفیق دی پھر واپس اسلام کی طرف آئے۔

لیکن جب انسان کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے اور پھر بہت دور چلا جاتا ہے پھر اپنی واپسی کا راستہ مشکل کر دیتا ہے! دیکھیں ناممکن نہیں ہے لیکن جب تک کفر کے راستے پر چل رہا ہے اور اُس کے حقائق بھی اُس نے دیکھے ہیں کچھ آرگیومینٹس (Arguments) بھی تھے شبہات بھی تھے اُن کے ازالہ ہوا ہے پھر واپس آیا ہے، پھر چلا گیا پھر واپس آیا، پھر بہت دور چلا گیا﴿ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾: یعنی جو غلط فہمیاں تھیں کفر کی وہ غالب آ گئیں اُن چیزوں پر جن میں ایمان تھا تو کفر غالب آ گیا ہے اور بہت دور چلے گئے۔

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (الصف:5): مصیبت کہاں پر ہے؟ دل میں ہے!

دیکھیں اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ابو جہل نے ایمان قبول نہیں کرنا اسلام قبول نہیں کرنا توفیق دی اُسے؟ نہیں!

کیا اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا ابو جہل پر؟ ابو لہب پر ظلم کیا؟ نہیں! اب اللہ تعالیٰ کے سابق علم میں ہے کہ اس نے اسلام قبول نہیں کرنا، موقع دیا سننے کا سمجھنے کا عقل تھی کان بھی تھے سننے کے لیے دل بھی تھا سمجھنے کے لیے عقل بھی تھی سب کچھ تھا اندھے بہرے گونگے نہیں تھے کوئی پاگل نہیں تھے لیکن اس کے باوجود بھی اسلام قبول نہیں کیا تو کہاں چلے گئے؟ بہت دور نکل گئے!

لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے یا ایسے لوگ بھی ہیں جو تذبذب کا شکار ہیں، ایمان ہے کفر ہے پھر توبہ ہے، پھر کفر ہے پھر توبہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کتنا غفور رّحیم ہے، الرّحمٰن الرّحیم کی رحمت تو دیکھیں آپ کہ مرتد ہوئے پھر توبہ کی آسانی ہوئی کہ نہیں؟

﴿ثُمَّ اٰمَنُوْا﴾ پھر مومن ہو گئے، پھر مرتد ہوئے پھر مومن ہوئے۔

کب تک؟ جب تک توبہ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ قبول کرتا رہے گا۔ لیکن جب کوئی دور چلا جائے کفر میں اور واپسی کا راستہ نہ چھوڑے اُسے توفیق ہوتی ہے پھر؟ نہیں ہوتی! شدید واللہ خطرہ ہے! اس لیے ایمانیات میں کفر کے معاملے میں ایمان کے معاملے میں کبھی تذبذب کا شکار نہ ہوں بڑا خطرہ ہے! عقیدہ بالکل سیدھا درست ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ پر ایمان، یہ ارکان ایمان کا ذکر کیا ہے کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے ان میں شیطان کو مت گھسنے دیں! شیطان تھوڑا سا آتا ہے شکوک پیدا کر دیتا ہے کہ اچھا یہ ویسا ہے تو یہ ایسا کیوں ہے تو وہ کیوں ہے، تو یہ انسان پھر بہت دور چلا جاتا ہے (نعوذ باللہ)۔

ایک کفر کی قسم ہے "کفر الشک" شک سے بھی انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو ان چیزوں پر شک نہیں کرنا:

اچھا جبریل اللہ کا فرشتہ ہے کہ نہیں؟ پتہ نہیں شک ہے۔ مسلمان ہے؟ کافر ہے۔

تو شک کی گنجائش بھی نہیں ہے یہاں پر اس لیے ایمانیات میں عقیدے کے اُمور میں عقیدے کے اصول میں شک کی گنجائش بھی نہیں ہے، اپنا عقیدہ درست رکھیں اپنا ایمان مضبوط رکھیں اپنا یقین مضبوط رکھیں توفیق اللہ تعالیٰ سے آتی ہے ثابت قدمی بھی اللہ سے آتی ہے۔

لیکن تذبذب کا شکار ہے بڑے خطرے میں ہے!

اگر کفر ہوتا ہے تو پھر توبہ کا دروازہ کھلا ہے واپس آجاؤ، پھر ہو گیا پھر واپس آجاؤ دروازہ کھلا ہے لیکن جو ہٹ دھرمی کا شکار ہو جاتے ہیں شہوت نفس اور شبہات غالب آجاتے ہیں پھر وہ اپنے لیے کوئی راستہ نہیں چھوڑتے (نعوذ باللہ) اور اللہ تعالیٰ بھی اُن کو کوئی ہدایت نہیں دیتا ہدایت کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اختتام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگلی آیت میں:

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝۱۳۸﴾ (النساء:138)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! منافقوں کو خوشخبری سنادو کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے)

عجب بات ہے کہ بشارت خیر کی دی جاتی ہے یا شر کی دی جاتی ہے؟! بشارت کا لفظ "خوشخبری" خیر کی یا شر کی؟ خیر کی۔

تو یہاں پر دردناک عذاب خیر ہے یا شر ہے؟ سب سے بڑا شر ہے کیونکہ جہنم کے عذاب کی بات ہو رہی ہے نا تو خوشخبری کس لیے ہے؟!

قاعدہ شرعیہ ایک نوٹ کر لیں کہ خوشخبری خیر کے لیے بغیر قید کے ہوتی ہے اور شر کے ساتھ قید کے ساتھ ہوتی ہے، شر کی خوشخبری مقید ہوتی ہے "دردناک عذاب" مقید ہے۔

بشارت مومنوں کے لیے جنت کی بشارت عام لفظوں میں ہر خیر اس میں شامل ہے، دنیا کا خیر اور آخرت کا خیر جنت بھی شامل ہوتی ہے، اگر قید لگا دی جائے اور پھر اس میں بشارت کا لفظ ہو اور شر کی بات ہو یہ مقید ہے تو شر کی بشارت قید کے ساتھ دی جاسکتی ہے یہ شرط ہے۔

تو یہاں پر مقید ہے کہ نہیں؟ مقید ہے۔

منافقین کے لیے بشارت کا لفظ کیوں ہے؟ کیونکہ منافقین نے کیا کیا دھوکا دیا نا! اندر سے کافر ہیں ظاہر سے کیا ہیں؟ مسلمان ہیں (سبحان اللہ)۔

جھوٹا کلمہ پڑھا ہے کوئی فائدہ ہوا کوئی کام آیا ہے؟!

یہ ارکان ایمان ہیں انہوں نے دیکھا ہے جو بات ہوئی ہے نا منافقین کے لیے پیغام ہے، یہ قرآن منافقین پڑھتے تھے کہ نہیں؟ اب اس سے پہلے کہ بشارت دو منافقین کو اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جہنم کے عذاب کی عذاب الیم کی دردناک عذاب کی تو پہلے کیا فرمایا؟

﴿اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾۔ یعنی بچنا چاہتے ہو ابھی وقت ہے کہ نہیں؟ کیا کرنا ہے؟ توبہ کر لو۔

اپنے دل کو صاف رکھیں اور جو دل کی غلاظت ہے نا "کفر" اُس کو نکالیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ بہت دور چلے جائیں پھر واپسی کا راستہ بھی نہ ہو اس لیے فرمایا: ﴿لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝۱۳۷﴾۔ پھر فرمایا: ﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾۔

اب جو منافقین نے یہ کام نہیں کیا ہے اور اپنے لیے واپسی کا راستہ بھی چھوڑ دیا ہے کیونکہ منافقین کیا ہیں؟ عام کفر ہے منافقین کا یا ﴿ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾؟ ﴿ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾؛ اس لیے واپسی کا راستہ بند کر دیا ہے منافقین نے۔ آگے آئے گا اگلی آیتوں میں: ﴿فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾: جہنم کے گڑھے میں تہہ میں جو سب سے نیچے ہے اُس میں ہیں کیوں؟! یعنی یہود و نصاریٰ کافر باقی اوپر ہیں یہ سب سے نیچے کیوں ہیں؟! اس لیے کہ انہوں نے ظاہر کچھ کیا تھا باطن کچھ کیا، انہوں نے دیکھا ہے نماز پڑھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

منافقین نماز بھی پڑھتے تھے کہ نہیں؟ ظاہر میں تو اسلام پر عمل بھی کرتے تھے لیکن باطن میں شدید کفر تھا بغض تھا نفرت تھی موقعے میں تھے کہ کیسے قتل کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا صحابہ کو کیسے قتل کردیں، بزدل تھے ورنہ مشرک تھے کافر تھے لیکن آمنا سامنا تھا نا پتہ تھا تو یہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے جیسے آگے بھی ذکر آئے گا کہ اپنے خون اور مال کو بچانے کے لیے جھوٹا کلمہ پڑھ لیا نہ ادھر کے نہ اُدھر کے رہے بلکہ بدترین لوگ ثابت ہوئے! تو اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب منافقین جو ہیں وہ اپنے کفر میں بڑھتے جا رہے ہیں تو یہ خوشخبری سنا دو: ﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳۸﴾: اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ مزید بیان کریں گے منافقین کے تعلق سے، ابھی سیاق اور سباق آئے گا منافقین کے تعلق سے کیونکہ بات پہلے ایمان کی آئی پھر کفر کی آئی پھر منافقین ہیں اور یہ تین قسم کے لوگ ہیں جن کے گرد پورے قرآن مجید کا پیغام گھومتا ہے، قرآن مجید مکمل جو ہے ان تین قسم کے لوگوں کے گرد گھومتا ہے:

(۱) یا تو اہل ایمان ہیں (۲) یا اہل کفر ہیں (۳) یا منافقین ہیں

سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات میں دیکھ لیں آپ کہ سورۃ البقرۃ میں اجمال ہے تفصیل پھر پورے قرآن مجید میں ہے:

(۱) اہل ایمان ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (النساء: 136)

(۲) پھر کفر کی بات کی آئی ہے: ﴿اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا﴾ (النساء:137)

(۳) پھر منافقین کا ذکر ہے (النساء:138) ۔

منافقین کے لیے چند اہم پیغام اور اُن کی جو بہت بڑی غلطیاں تھیں اُن کا ذکر ان شاءاللہ اگلے درس میں کریں گے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-28: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:136-138) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio